بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مخزن خیر و ہنر یہ ترجمان خیر ہے — درسگاہ خیر ہے یہ مدرسہ خیر العلوم

مدرسہ خیر العلوم بھٹکل کا دوماہی دینی، دعوتی واصلاحی ترجمان

ترجمانِ خیر

جلد: ۳ شمارہ: ۲۳ (ذی قعدہ، ذی الحجہ ۱۴۴۵ھ مطابق مئی، جون ۲۰۲۴ء)

دنیا تو وہیں کی وہیں ہے

’’کہتے ہیں کہ دنیا بڑی ترقی کر رہی ہے، ہزاروں نئی نئی ایجادیں ہوئیں اور ہو رہی ہیں، ہزاروں میل کی آوازیں سنی جا رہی ہیں، ہزاروں میل کی صورتیں چلتی پھرتی دکھائی دے رہی ہیں، سمندر کی تہہ میں غوطہ خور کشتیاں دوڑ رہی ہیں، آسمان کی فضا میں ہوائی جہازوں کے قلعے اُڑ رہے ہیں، ایٹم گولا، دم کے دم میں میلوں کی آبادی کو خاکِ سیاہ بنا سکتا ہے، یہ سب کچھ ہوا، لیکن یہ سب تو شیطنت کی ترقی ہوئی، انسانیت کی ترقی کا اس میں کیا حصہ ہے؟ کیا بڑی قوموں میں انصاف زیادہ آ گیا؟ کیا ظلم وستم کی حکمرانی اٹھ گئی؟ کیا کالے گورے کا فرق مٹ گیا؟ کیا ایشیا اور یورپ کا تفرقہ ختم ہو گیا؟ کیا مادی طاقت، حق کی قوت کے سامنے سرنگوں ہو گئی؟ کیا شاہانہ حرص وہوس کا عہد، چلا گیا؟ یہ کچھ بھی نہ ہوا، اس نظر سے اب بھی دنیا وہیں ہے، جہاں پہلے تھی۔ (علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ)

(شذراتِ سلیمانیؒ/حصہ سوم/صفحہ:۱۵۳)

(*مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔)

زیر سرپرستی:
محی السنۃ حضرت مولانا محمد صادق صاحب اکرمی ندوی مدظلہ العالی
(سرپرست مدرسہ خیر العلوم بھٹکل)

مدیر:
عبدالمغنی اکرمی ندوی
(بانی وناظم مدرسہ خیر العلوم بھٹکل)

نائب مدیر:
محمد حسن غانم اکرمی ندوی

مجلس مشاورت:
*استاذ الاساتذہ مولانا ناصر سعید صاحب اکرمی
*مولانا عبدالرحمٰن شاہ بندری ندوی
*مولانا ابراہیم اسعد رکن الدین ندوی
*مولانا فرقان مالکی ندوی
*مولانا ابوذر عجائب ندوی
*مولوی رحیق کولا خیری
*مولوی کعب مٹا خیری
*مولوی احمد مفضال دامدا فقیہ خیری

اس شمارے میں

اداریہ.....محمد حسن غانم اکرمی ندوی
درس قرآن.....عثمان سدی باپا خیری
درس حدیث.....عثمان سدی باپا خیری
گوشۂ سیرت۔مولانا اشرف بھکبا ندوی
حج میں پردہ .....مفتی فیاض احمد محمود برمارے حسینی
نفوس قدسیہ.....مولانا ناصر سعید اکرمی
اصلاحی مجلس.....افادات حضرت مولانا صادق اکرمی ندوی
انسانی جذبات.....مولانا عبدالماجد دریابادی
نفوس مطمئنۃ.....احمد ملپا
عالم اسلام اور ہم (نظم) عبدالمغنی اکرمی ندوی

عید قرباں

عید قرباں ہو مبارک امت اسلام کو
ساری خوشیاں عید کی حاصل ہو خاص وعام کو
مظہر وحدت ہے ، رمز اجتماعیت ہے عید
نشر کردو عید میں اس امن کے پیغام کو

مولانا نعمان اکرمی ندوی

اداریہ

''سنا ہے کل تیرے در پر ہجوم عاشقاں ہوگا''

محمد حسن غانم اکرمی

ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے اور حجاج کرام دنیا کے کونے کونے سے ارض مقدسہ میں پہنچ چکے ہیں، حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے لاکھوں فرزندان توحید وہاں جمع ہیں، جیسے جیسے وہ لمحات قریب آرہے ہیں دل کی دھڑکنیں تیز ہورہی ہیں، لبیک اللھم لبیک سے فضا گونج رہی ہے، ہم جیسے حرم سے دور حاضری سے معذور کی زبانوں پر بھی بے اختیار لبیک اللھم لبیک جاری ہورہا ہے، نگاہوں کے سامنے کبھی صحن حرم ہے تو کبھی صفا مروہ، خیالوں میں کبھی حجر اسود کو چومنے کی کوشش ہے تو کبھی ملتزم پر چمٹنے کی خواہش، کبھی اپنے آپ کو حطیم میں کھڑا محسوس کرتا ہوں تو کبھی ایسا لگتا ہے کہ کعبے کے گرد گھوم رہا ہوں، کبھی یہ خیال تو کبھی وہ خیال، تن یہاں ہے تو من وہاں، جسم وقالب حاضر نہیں ہوسکے تو قلب وروح کی حاضری مانع بھی نہیں ہے، ہر وقت یہی خیال تو ہر لمحہ یہی فکر اور کیوں نہ ہو؟ کعبہ کے ساتھ ہر مسلمان کا یہی تعلق ہونا چاہیے اور عموماً ہوتا بھی ہے اس لیے کہ جہاں اللہ نے کعبہ کو قیاما للناس بنایا ہے وہی مثابۃ للناس بھی بنایا ہے یعنی وہاں سے کسی کا جی نہیں بھرتا اور بار بار حاضری کا شوق ہوتا ہے وہ کعبہ جس کی نشان دہی خود حق تعالی نے کی، وہ کعبہ جس کو حضرت ابراہیم نے تعمیر کیا، جہاں سے انھوں نے حکم خداوندی پاکر حج کی عام منادی کی؟ وأذن فی الناس بالحج..... اور حدیث میں آتا ہے کہ اللہ نے ان کی آواز کو عالم ارواح تک پہنچایا اور روحوں نے بھی اس کو سنا اور لبیک کہا اور جس کے نصیب میں جتنا حج تھا اس نے اتنا البیک کہا، اللہ کرے کہ ہمیں بھی یہ سعادت بار بار عافیت، سہولت اور قبولیت کے ساتھ نصیب فرمائے۔

اجازت ہو تو آ کر میں بھی شامل ان میں ہوجاؤں
سنا ہے کل تیرے در پر ہجوم عاشقاں ہوگا

اللہ تعالی نے زندگی میں ایک بار حج کو فرض کیا اور وہ بھی ان ہی لوگوں پر جو وہاں جانے کی طاقت

رکھتے ہوں، مگر یہ بھی طئے ہے وہاں آدمی خود جاتا نہیں توفیق ایزدی سے جاتا ہے بالفاظ دگر بلاوا آجائے تو جاتا ہے، مقدر یاوری کرے تو حاضری کی سعادت ہوتی ہے، وہاں طاقت اور روپیہ پیسہ کی پوچھ نہیں وہاں دیکھنے والا دل دیکھتا ہے، تڑپ دیکھتا ہے، کتنے لوگ ہیں جو ظاہری اسباب نہ ہونے کے باوجود وہاں پہنچ جاتے ہیں اور کتنے سب کچھ ہونے کے باوجود رہ جاتے ہیں، کتنے لوگ ہوں گے جو وہاں جانے سے معذور ہیں مگر ان کے دل ونظر میں کعبہ ہی کعبہ ہے اور کتنے ایسے بدنصیب ہوں گے جو وہاں حاضر ہو کر بھی حضوری سے محروم ہوں گے، اللہ ہم سب کی اور پوری امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔

حج کے اس موقع پر وہاں حاضر ہونے والوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے، اور نہ سب کے بس میں ہے کہ وہ حاضر ہو، حاجیوں کا تو کیا پوچھنا، ان کے لیے تو ''ہر روز روز عید ہے، ہر شب شب برات'' ایسے موقع پر باقی لوگوں بھی چاہیے کہ وہ اپنے جذبات کو گرمائے، امیدوں کو جگائے، عزائم کو بلند کرے، حاضری کی سعادت کے لیے شب وروز دعائیں کرے، رب کو منوائے، دل میں اب تک کی محرومی پر کڑھتا رہے اور اس وقت کو یاد کرے جب آپ ﷺ غزوہ تبوک کے لیے تیاری کر رہے تھے تو سب کو نکلنے کا حکم ہوتا ہے، کچھ لوگ نکلنے سے معذور تھے، ان کا عذر قبول تھا، بارگاہ الٰہی سے چھوٹ کا اعلان ہو چکا تھا، پھر بھی ان کی جو کیفیت اس وقت ہوئی تھی، وہ اللہ کو پسند آئی اور اللہ نے رہتی دنیا تک کے لیے اس کو مثال بنایا اور ان کی کیفیت کو سب کے سامنے اجاگر کر کے سراہا ﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوكَ لِتَحمِلَهُم قُلتَ لَا أَجِدُ مَا أَحمِلُكُم عَلَيهِ تَوَلَّوا وَأَعيُنُهُم تَفِيضُ مِنَ الدَّمعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ﴾ کہ ان لوگوں پر بھی کچھ حرج نہیں جو آپ کے پاس سواری مانگنے کے لیے آئیں اور آپ نے ان سے معذرت کی اور وہ اس حال میں لوٹے کہ ان کی آنکھیں اس غم کی وجہ سے بہہ رہی تھی کہ ان کے پاس خرچ کے لیے کچھ نہیں ہے۔ وہاں جہاد جیسے عمل سے پیچھے رہنے پر وہ جذبات تو یہاں بھی ایک عظیم الشان عمل ارکان اسلام میں سے ایک رکن حج ہے اور ہم یہاں اپنے وطن میں ہیں، کوسوں دور ہیں لیکن جذبات کی موجوں کو کوئی روک نہیں سکتا اور وہ دلوں کے بھید سے بھی واقف ہے۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے اور حاضری کی سعادت نصیب فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆☆☆

درس قرآن

عشر ذی الحجہ

عثمان سدی باپاخیری

قال الله تبارك وتعالى فى القران المجيد: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴿وَالفَجر وَلَيَالٍ عَشرٍ﴾ ترجمہ: قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔

عشرہ ذوالحجہ کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ اللہ تبارک وتعالی نے اپنے مبارک کلام میں ان دس راتوں کی قسم کھائی ہے۔

حضرت ابن عباس ودیگر کئی ائمہ مفسرین کے مطابق "و لیال عشر" سے مراد ذالحجہ کی دس راتیں ہیں.....اور احادیث مبارکہ میں اس کی کثرت سے فضیلتیں وارد ہوئی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ان دس دنوں میں کیے گئے اعمال صالحہ اللہ تعالی کو سب سے زیادہ محبوب ہیں، صحابہ نے عرض کیا، اللہ تعالی کے راستے میں جہاد بھی نہیں!! تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اور جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، لیکن وہ شخص جو اپنا مال اور جان لے کر نکلے اور کچھ بھی واپس نہ لائے۔ (صحیح بخاری، 2/457)

اسی عشرہ میں یوم عرفہ بھی آتا ہے۔ اسی عشرہ میں قربانی اور حج بھی عظیم اعمال بھی ہیں، ان دنوں میں عبادت کی بہت زیادہ فضیلت احادیث میں بیان کی گئی ہے، چاہے یہ عبادات ذکر واذکار کی صورت میں ہوں، یا قیام اللیل کی صورت میں یا روزوں کی صورت میں۔ ان دس دنوں کا ادراک اللہ تعالی کی اپنے بندوں پر عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، لھذا بندے کو اس کی اس طرح قدر کرنی چاہیے جس طرح اس کا حق ہے اور جس طرح صالح اور نیک لوگوں نے اس کی قدر کی، تو مسلمان پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اس نعمت کا شعور پیدا کرے اور اس فرصت کو غنیمت جانتے ہوئے ان دس دنوں میں زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کرے۔

یوم عرفہ کی فضیلت

عثمان سدی باپا خیری

عن أبی قتادة الأنصاری رضی الله تعالی عنه: أنَّ رسول الله ﷺ سُئل عن صوم یوم عرفة، فقال: یُکفِّر السنة الماضیة والباقیة (صحیح مسلم)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے یوم عرفہ کے روزہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عرفہ کے دن کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹادے گا. امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابوقتادہ (رض) کی حدیث حسن ہے، اس باب میں ابوسعید خدری (رض) سے بھی روایت ہے، اہل علم نے عرفہ کے دن کے روزے کو مستحب قرار دیا ہے، مگر جو لوگ عرفات میں ہوں ان کے لیے مستحب نہیں۔ (سنن الترمذی:۷۴۹)

یوم عرفہ سے مراد ۹/ ذی الحجہ ہے، جب حجاج کرام عرفات میں وقوف کرتے ہیں اور ذکر و دعا میں مشغول ہوتے ہیں، جس دن اللہ تعالی عرفات میں وقوف کرنے والوں پر فخر کرتا ہے اور کثرت سے انہیں جہنم سے نجات دیتا ہے، اس دن ان کے لیے یہی سب سے بڑی عبادت ہے، اس لیے اس دن کا روزہ ان کے لیے مستحب نہیں ہے، البتہ غیر حاجیوں کے لیے اس دن روزہ رکھنا بڑی فضیلت کی بات ہے، لہذا یہ ایک موقع ہے جس کو ضائع کر دینا یقیناً بہت بڑی خیر سے محرومی ہے اس لئے خود بھی اس روزہ کا اہتمام کرے اور دوسروں کو بھی ترغیب دے۔

یوں بھی یہ عشرہ ہی بڑی برکت اور اہمیت کے حامل ہے۔ لہذا اس میں مستقل عبادات کے ذریعہ اللہ کو راضی کریں۔

علماء کرام رحمہم اللہ ان جیسی احادیث سے مراد وہ صغیرہ گناہ لیتے ہیں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہوتا ہے، البتہ اللہ تعالی اپنے فضل سے کبیرہ بھی معاف فرمادے تو اس کا فضل ہے وہ تو اپنے بندوں کے ساتھ احسان کرنے والا ہے، لہذا کبیرہ گناہوں کو بھی یاد کر کر کے اللہ سے معافی مانگیں اور تمام گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے آئندہ پاک وصاف زندگی کو اختیار کریں۔

گوشۂ سیرت

دعوت اسلام کے دوسرے دور کا آغاز

ترتیب: اشرف بکھباندوی

دعوت اسلام کے دوسرے دور کا آغاز کچھ اس طرح ہوا کہ جب آپ ﷺ کی خفیہ دعوت اسلام کے تین برس مکمل ہوئے تو اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ پر سورہ شعرا کی آیت ﴿ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴾ نازل فرمائی اور یہ حکم ہوا کہ اب آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو، خاندان والوں کو خدا سے ڈرائیں، جب اللہ تعالی کی طرف سے آپ کو حکم ملا تو آپ ﷺ کافی پریشان ہوئے ، یہاں تک کہ آپ کی پھوپیوں نے خیال کیا کہ آپ بیمار ہیں، چنانچہ آپ ﷺ کی بیمار پرسی کے لیے آپ کے پاس آئیں، تب آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: میں بیمار نہیں ہوں، بلکہ مجھے اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو آخرت کے عذاب سے ڈراؤں، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تمام عبدالمطلب کو جمع کروں اور انہیں دین اسلام کی دعوت دوں، یہ سن کر آپ ﷺ کی پھوپیوں نے کہا، ضرور جمع کریں مگر ابولہب کو نہ بلائیں کیونکہ وہ ہرگز آپ کی بات نہیں مانے گا، یہ بڑا خوبصورت تھا لیکن بہت سنگ دل اور مغرور تھا، دوسرے ہی دن نبی کریم ﷺ نے عبدالمطلب کے پاس دعوت بھیجی ،اس پر وہ سب آپ کے پاس جمع ہو گئے، ان میں ابولہب بھی تھا، اس نے کہا یہ تمہارے چچا اور ان کی اولادیں جمع ہیں، تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو اور اپنے دین کو چھوڑ دو، ساتھ ہی تم یہ بھی سمجھ لو کہ تمہاری قوم میں یعنی ہم میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ تمہاری خاطر سارے عربوں سے دشمنی لے سکیں، لہذا اگر تم اپنے معاملے پر اڑے رہے تو خود تمہارے خاندان والوں ہی کا سب سے زیادہ فرض ہوگا کہ تمہیں پکڑ کر قید کر دیں کیونکہ قریش کے تمام خاندان اور قبیلے تم پر چڑھ دوڑیں اس سے تو یہی بہتر ہوگا کہ ہم ہی تمہیں قید کر دیں اور میرے بھتیجے حقیقت یہ ہے کہ تم نے جو چیز اپنے رشتہ داروں کے سامنے پیش کی ہے اس سے بدتر چیز کسی اور شخص نے آج تک پیش نہیں کی ہوگی، آپ نے اس کی بات کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی اور حاضرین کو اللہ کا پیغام سنایا آپ ﷺ نے فرمایا اے قریش کہو اللہ کے سوا کوئی معبود

نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، آپ نے ان سے یہ بھی فرمایا اے قریش اپنی جانوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، وہاں صرف آپ کے رشتہ دار ہی جمع نہیں تھے بلکہ قریش کے دوسرے قبیلے بھی موجود تھے، اس لیے آپ ﷺ نے ان قبیلوں کے نام لے لے کر انہیں مخاطب فرمایا۔

سیرت مصطفیٰ ﷺ میں ایک روایت کے مطابق آپ نے یہ الفاظ فرمائے کہ نہ میں دنیا میں تمہیں فائدہ پہنچا سکتا ہوں نہ آخرت میں کوئی فائدہ پہنچانے کا اختیار رکھتا ہوں، سوائے اس صورت کے کہ تم کہو لا الہ الا اللہ، چونکہ تمہاری مجھ سے رشتہ داری ہے اس لیے اس کے بھروسے پر کفر اور شرک کے اندھیروں میں گم نہ رہنا، اس پر ابولہب آگ بگولا ہو گیا اور کہا تو ہلاک ہو جا، کیا تو نے ہمیں اس لیے جمع کیا تھا، پھر سب لوگ چلے گئے، اس کے بعد کچھ مدت تک آپ خاموش رہے، پھر آپ ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل نازل ہوئے، انہوں نے آپ ﷺ کو اللہ کی جانب سے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو ہر طرف پھیلا دینے کا حکم سنایا، آپ نے دوبارہ لوگوں کو جمع فرمایا اور ان کے سامنے خطبہ دیا، یہ چوتھا سال تھا نبوت کا اور سورہ حجر کی آیت ﴿فَاصدَع بِمَا تُؤمَرُ﴾ نازل ہوئی تھی جس میں یہ فرمایا گیا کہ اے محبوب آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کو علی الاعلان بیان فرمائیے، چنانچہ اس کے بعد آپ ﷺ علانیہ طور پر دین اسلام کی تبلیغ فرمانے لگے اور شرک و بت پرستی کی کھلم کھلا برائی بیان کرنے لگے، اب کیا تھا تمام قریش بلکہ تمام اہل مکہ بلکہ پورا عرب آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا، یہ دعوت و تبلیغ کے دو دور ہیں جو آپ ﷺ کی زندگی میں گزرے۔

تصحیح نیت سے مباح امور دین بن جاتے ہیں

ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ وہ کسی اپنے مرید کے گھر گئے۔ وہاں ان کے گھر ایک خوبصورت روشن دان دیکھا، پوچھا یہ کیوں بنایا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ روشنی کے واسطے۔ حضرت نے فرمایا کہ روشنی تو بدون نیت روشنی کے بھی آتی ہے۔ اگر اس کے رکھنے میں یہ نیت کر لیتا کہ اس میں سے اذان کی آواز آیا کرے گی تو تجھے اس کا ثواب بھی ملتا رہتا اور روشنی تو خود ہی آجاتی۔ حضرت حکیم الاُمّت نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ نیت صالحہ رکھنے سے سب اعمال دنیوی ثواب بن جاتے ہیں۔ پس ایسی دنیا منافی دین نہیں۔ (ک. امثالِ عبرت، صفحہ ۱۵۷)

سیرت انبیاء

نفوس قدسیہ

(حضرت نوح علیہ السلام)

استاذالأساتذہ مولانا ناصر سعید صاحب اکرمی
(بانی معہد حسن البناء واڈیٹر دوماہی نقوش طیبات)

قسط (۵)

حضرت نوح علیہ السلام کو سب سے پہلے نبی اور رسول ہونے کا شرف حاصل ہے اور آپ اولو العزم نبیوں میں سے ہیں، رسول اور نبی میں فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول صاحب شریعت ہوتا ہے اور نبی اسی شریعت کو پھیلاتا ہے اور وہ خود اس کا تابع ہوتا ہے، اس لیے دنیا میں نبیوں کی تعداد بہت ہے جب کہ رسولوں کی تعداد بہت کم ہے۔

نبی رسول بھی ہو یہ ضروری نہیں ہے، لیکن رسول نبی بھی ہوسکتا ہے، جیسے حضرت نوح علیہ السلام، آپ رسول بھی تھے نبی بھی تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام رسول و نبی دونوں تھے جب کہ حضرت ہارون علیہ السلام صرف نبی تھے، رسول نہیں تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کا وطن:

حضرت نوح علیہ السلام کا وطن عراف تھا، حضرت آدم علیہ السلام جن کو ابوالبشر کہا جاتا ہے ان کے اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ایک طویل زمانہ گزر گیا تھا، حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں انسانی آبادی بہت پھیل گئی تھی، تہذیبی و معاشرتی ترقی بھی ہوئی تھی، انسانوں کی عمریں بھی طویل اور لمبی ہوتی تھیں، ان کے لیے دین و شریعت کی ضرورت تھی، ان لوگوں نے اپنے زمانے کے جو مر چکے تھے، ان کے مجسمے بنا کر ان کی یاد کے طور پر اپنے گھروں میں رکھنے لگے اور ان کے سامنے جھکنے اور ان سے مانگنے لگے تھے، جس کو قرآن پاک نے اس طرف اشارہ کیا ہے: ﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدّاً وَلَا سُوَاعاً وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْراً﴾ (نوح:۲۳) یہ ود، یعوق، یغوث اور نسر ان کے بڑے بڑے بت تھے جن کی قوم نوح پوجا کرتی تھی۔

قرآن پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ:

قرآن پاک میں حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ بیسیوں جگہ آیا ہے، جیسے سورۂ نساء میں،

سورۂ نوح، سورۂ مریم، ق، شوریٰ، غافر، فرقان وغیرہ۔

دعوت توحید:

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ۹۵۰ سال تک تبلیغ دین کی، صبح، شام، دن میں، رات میں، خلوت میں، جلوت میں، زندگی بھر حضرت نوح علیہ السلام کا یہی وظیفہ رہا کہ قوم سیدھے راستے میں آجائیں، بت پرستی سے باز آجائیں، ایک اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، آخرت کی سرخروئی حاصل کریں اور جہنم کے دائمی عذاب سے بچ جائیں۔

کبھی دل سوز اور درد بھرے انداز میں اس طرح دعوت دی، ﴿قَالَ رَبِّ إِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا (5) فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَائِي إِلَّا فِرَارًا﴾ (نوح: ۵/۶) ترجمہ: اس نے عرض کیا، اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب و روز پکارا مگر میری پکار نے اُن کے فرار ہی میں اضافہ کیا۔

کبھی دعوت دیتے وقت لوگ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال دیتے تاکہ نوح علیہ السلام کی آواز ہی کانوں تک نہ پہنچے، ﴿وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا﴾ (نوح: ۷) ترجمہ: اور جب بھی میں نے اُن کو بلایا تاکہ تو انہیں معاف کر دے، انھوں نے کانوں میں اُنگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے منھ ڈھانک لیے اور اپنی روش پر اڑ گئے اور بڑا تکبّر کیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کا اصل نام:

حضرت نوحؑ کے نام کے بارے میں تفسیر مظہری نے یوں لکھا ہے: "إسم نوح سكن لأن الناس سكنوا إليه بعد آدم و قيل إسمه شاكر و قيل يشكر، و ذكر السيوطي في الاتقان نقلا عن المستدرك الحاكم ان اسم عبدالغفار و اكثر الصحابه على انه قيل ادريس و نما سمي نوحًا لكثرة نوحه على نفسه و قومه، و قيل كان نوحه لحصول القيامة" (التفسیر المظہری ج ۳ ص ۳۶۷)

حضرت نوح علیہ السلام کا اصل نام "سکن" ہے اس لیے کہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد آپ سے رجوع ہوئے اور آپ کی پناہ میں آئے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا نام شاکر یا شِکر ہے،

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الإ تقان میں مستدرک حاکم کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا نام عبدالغفار تھا اور اسی طرح صحابہ کی ایک بڑی جماعت کا کہنا یہ ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام ہی نوح علیہ السلام ہیں، حضرت نوح کو کونوح علیہ السلام اس لیے کہتے تھے کہ آپ اللہ کی یاد میں اپنے لیے اور اپنی قوم کے لیے اللہ تعالیٰ سے خوب آہ وبکا کرتے تھے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ علیہ السلام قیامت کی ہولنا کی اور خوف سے آہ وبکا اور گریہ وزاری کرتے تھے۔

نبی کی دعوت:

دنیا میں جتنے انبیاء اور رسول آئے سب کی ندا ایک تھی، سب کا پیغام ایک تھا، سب کی آواز ایک تھی، اور وہ یہ تھی ﴿أعبدوا اللّٰہ ما لکم من إلہ غیرہ﴾ (اعراف:) یعنی اللہ کی عبادت کرو تمھارے لیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام قوم کو آخرت کے عذاب سے ڈراتے تھے، ﴿و إنی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم﴾ (اعراف:) یعنی میں تم کو ایک دردناک عذاب سے ڈراتا ہوں۔

لیکن قوم اس کا جواب یہ دیا کہ آپ ہی کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔ ﴿قال الملأ من قومہ إنا لنراك فی ضلال مبین﴾ (اعراف:) ان کی قوم میں سے سردار نے کہا: ہم آپ کو کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو ان کی باتوں کا اس طرح جواب دیا، ﴿قال یا قوم لیس بی ضلالة و لکنی رسول من رب العالمین، ابلغکم رسالات ربی و انصح لکم و اعلم من اللّٰہ مالا تعلمون﴾ (اعراف:) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم میں گمراہ نہیں ہوں، میں تو رب العالمین کا رسول ہوں، میں اپنے رب کے پیغامات کو تم تک پہنچاتا ہوں اور تمھاری خیر خواہی کرتا ہوں اور ان کے بارے میں میں وہ جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے اس طرح صبح وشام دعوت دینے اور خیر خواہی کرنے اور عذاب سے ڈرانے کا یہی نتیجہ نکلا کہ قوم نے دوٹوک انداز میں اور بڑی جرأت اور بے باکی سے نبیٔ وقت کہہ دیا کہ یہ روز کا جھگڑا چھوڑ دیجئے، بہت تو تو میں میں ہوگئی، اب وہ عذاب لائیے جس کی دھمکی آپ دیتے آ

رہے ہیں، اگر آپ اپنی بات میں سچے ہیں تو پھر ہم بھی اس عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیں گے، ﴿قَالُوا يَا نُوحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَأَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ (ھود:۳۲) ترجمہ: وہ بولے اے نوح تم نے ہم سے بحث کر لی اور بہت بحث کی اب اگر تم سچے ہی ہو تو جس کی ہمیں دھمکی دیتے ہو وہ ہمارے سامنے لے آؤ۔

تو اس کے جواب میں حضرت نوح علیہ السلام نے قوم سے کہا: ﴿قَالَ إِنَّمَا يَأْتِيكُم بِهِ اللَّهُ إِن شَاءَ وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ﴾ (ھود:۳۳) حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عذاب کو اس وقت لائے گا جب وہ چاہے گا، لیکن عذاب آنے کے بعد پھر تم اس کو بے بس نہیں کر سکو گے۔

کسی بھی قوم میں قائدین و سرداران قوم اور سربرآوردہ طبقے کا ایک مقام ہوتا ہے، قوم کا ایک طبقہ ان ہی کے نقش قدم پر چلتا ہے اور ان کو اپنا آئیڈیل اور نمونہ تصور کرتا ہے، بات غلط ہے یا صحیح ہے نہیں دیکھتا، بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو اس طرف توجہ دیتے ہیں، قوم کو گمراہی کی طرف ڈھکیلنے میں انہی سرداروں کا ایک اہم رول ہوتا ہے، قوم کو لالچ دینے اور ان کے مستقبل کو روشنی بنانے کے ذمہ دار خود کو ٹھہراتے ہیں، جب جب بھی نوح علیہ السلام قوم کو سیدھی راہ کی طرف دعوت دیتے تو یہی سرداران قوم آڑے آتے اور نوح علیہ السلام کی باتوں کو سننے اور ماننے سے روکتے، اسی بات کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے ﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾ (نوح:۲۳) یعنی سرداروں نے قوم سے کہا کہ تم لوگ اپنے معبودوں کو اور ود، یعوق، یغوث، سواع و نسر کو نہ چھوڑنا۔

آیت میں مذکور یہ نام یغوث، یعوق، ود، نسر وغیرہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعض نیک لوگوں کے ہیں۔

''بروایت حضرت ابن عباس جب یہ لوگ فوت ہو گئے تو شیطان نے قوم کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ جہاں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں بت نصب کرو اور اس بت کو اس کا نام رکھ دو جو ان بزرگوں کے تھے، انھوں نے ایسا ہی کیا اس وقت بتوں کی پوجا نہیں ہوئی، جب یہ لوگ فوت ہو گئے (تو ان کے اگلوں نے) ان کی پوجا شروع کر دی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت نوح کی قوم کے یہی بت بعد میں عرب میں پوجے گئے۔ (بخاری)

''امام ابن جریر نے اپنی تفسیر میں محمد بن قیس سے روایت کی ہے، انھوں نے فرمایا: ''یہ حضرات آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان کے زمانہ کے اولیائے کرام تھے، ان کے کچھ پیروکار بھی تھے جو اُن کے طریقے پر چلتے تھے، جب وہ فوت ہو گئے تو ان کے (عقیدت مند) پیروکاروں نے کہا: اگر ہم ان کی تصویریں بنالیں، تو ان کی یاد کی وجہ سے ہمیں عبادت کا شوق زیادہ ہوگا، چناں چہ انھوں نے ان کی تصویریں بنائیں، جب یہ (تصویریں بنانے والے افراد) فوت ہو گئے اور ان کی جگہ دوسرے لوگ آئے تو ابلیس نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ تمھارے باپ دادا ان اولیائے کرام کی عبادت کیا کرتے تھے اور ان ہی کی وجہ سے انھیں بارش ملتی تھی، چناں چہ ان لوگوں نے ان کی عبادت شروع کر دی۔''

شرک کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے، شیطان اپنے داؤ میں کامیاب ہو جاتا ہے اور لوگ اللہ کو چھوڑ کر غیروں کی اور پتھروں کی عبادت اور پوجا پاٹ شروع کر دیتے ہیں۔ (جاری)

بقیہ صفحہ ۲۳

شرمائیں یہود آپ سے اس درجہ گرے تم — خوش خوش ہیں نصاریٰ بھی کہ قرآں سے پھرے تم
برباد جہاں ہوگا جو دیں پر نہ رہے تم — بتلاؤ ذرا خیر امم کس کا لقب ہے
وہ میرا فلسطین وعراق اور حلب ہے

تھامیں گے چلو، آیئے ، اسلام کا دامن — کیا شان کا دامن ہے یہ، اسلام کا دامن
ہرگز نہ چھٹے ہم سے یہ اسلام کا دامن — کہتا ہے یہی اکرمی ایماں ہے تو سب ہے
وہ میرا فلسطین وعراق اور حلب ہے

''فرمایا کہ عورتوں کی اصلاح کے لئے کافی ہے کہ وہ کتبِ دینیہ کا مطالعہ کریں، باقی آج کل ایسا نمونہ کہ جس کو وہ خود مشاہدہ کر کے اپنے اخلاق درست کریں، عورتوں میں ملنا قریب بہ محال (ناممکن) ہے، اور خاوندوں کی معتقد نہیں ہوتی، اس لیے بس کتاب پڑھ کر سنایا کریں، خاوندوں کو ان کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے، آگے اصلاح چاہے ہو یا نہ ہو، بس ان کو کتابیں پڑھ کر سناتے رہیں، وہ تو مواخذہ (پوچھ، پکڑ) سے بری (آزاد) ہو جائیں گے''۔

(ملفوظات حکیم الامت، جلد نمبر 18، صفحہ نمبر 80)۔

حج میں پردہ کے سلسلہ میں خواتین کی بے اعتدالی

مفتی فیاض احمد محمود برمارے حسینی

خواتین کے پردہ، ان کی عزت وعصمت کی حفاظت کے لئے ایک بہترین ذریعہ ہے، خاص طور ایسی جگہوں پر جہاں لوگوں کا ہجوم ہو، ازدحام ہو، اجنبی مردوں سے اپنے پورے جسم کو چھپانا اور پوشیدہ رکھنا ضروری ہے کہ اسی میں ان کی زندگی کا اصل حسن ہے، لیکن چند مخصوص مواقع پر ضرورتاً چہرہ اور ہتھیلیوں کو پردہ کے حدود سے خارج کردیا گیا ہے، اسی طرح گھر میں یا اجنبی مردوں کی غیر موجودگی میں نماز پڑھتے وقت ان دونوں اعضاء کو پردہ کی حدود سے مستثنی قرار دیا گیا ہے اور حج اور عمرہ کے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے وقت حالت احرام میں عورت کے لیے اپنے ہاتھ اور چہرہ کھلا رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لا تنتقب ال مرأة المحرمة، ولا تلبس القفازين" بخاری 1838) البتہ چہرے کی رنگت کو چھپانے کے لیے چہرے کو مہندی سے لیپ دینا مستحب بتلایا گیا ہے۔ نیز اس حالت میں بھی اگر خواتین لوگوں سے پردہ کرنا چاہیں تو ان کے لئے اپنے چہرے کو کسی کپڑے سے اس طرح چھپانے کی ترکیب بتلائی گئی کہ وہ چہرے کو مس نہ ہو، مثلا سر پر کیپ اور اس طرح کی کوئی چیز استعمال کر کے اس پر سے نقاب ڈالا جائے کہ چہرہ بھی کھلا رہ جائے اور پردہ بھی ہو جائے، چنانچہ علامہ ابن حجر ہیتمی رح فرماتے ہیں "وَلَهَا أَنْ تَسْدِلَ عَلَى وَجْهَهَا ثَوْباً مُتَجافِياً عنهُ بِخَشَبَةٍ وَنَحْوِها، سَوَاءٌ فَعَلَتْهُ لِحَاجَةٍ مِنْ حَرٍّ أَوْ بَرْدٍ أَوْ خَوْفِ فِتْنَةٍ وَنَحْوِها أو لِغَيْرِ حاجةٍ" (حاشیۃ ابن حجر ہیتمی 218) البتہ اگر اس کے اختیار کے بغیر ہوا سے کپڑا چہرے کو لگ جائے تو مضائقہ نہیں ہے, لیکن کسی خاتون نے اپنے چہرے کو عام حالات میں جس طرح چہرہ چھپایا جاتا ہے اس طرح چھپادیا تو اس پر فدیہ واجب ہوگا۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ بطور احتیاط سر پر ایسی کیپ پہن لے کہ اس کی مدد سے چہرہ ڈھانپا ہوا کپڑا چہرے سے دور رہے۔ "فَإِنْ وَقَعَتْ الخَشَبَةُ فأَصَابَ الثَّوْبُ وَجْهَها بغيرِ اخْتِيَارِها ورَفَعَتْهُ فی الحال فلا فِدْيَةَ" (حاشیۃ ابن حجر ہیتمی 218)

چہرے کو کھلا رکھنے کا حکم صرف حالت احرام تک خاص ہے، لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اجنبیوں کے سامنے بے پردہ رہیں بلکہ نامحرم اور اجنبیوں کے ساتھ مذکورہ طریقے سے پردہ کرنا بہتر اور عین فطرت ہے۔ اس مسئلہ میں ہماری خواتین نے ایسی وسعت اختیار کی ہے کہ احرام سے حلال ہونے کے بعد اور حج وعمرہ سے فراغت کے بعد بھی اپنا چہرہ کھلا رکھتی ہیں، خاص کر وہ خواتین بھی جو اس سفر مقدس سے پہلے اپنے مقام پر چہرہ ڈھانپ دیتی تھیں، لیکن شاید غلط فہمی اور کم علمی کی وجہ سے چہرہ کھلا رکھنے کے حکم کو صرف حالت احرام کے ساتھ نہیں بلکہ سفر حج اور عمرہ تک کے لیے ضروری سمجھتی ہیں۔

دوسری طرف وہ خواتین جنہیں اس سفر سے پہلے پردے کی عادت نہیں تھی ان کے نزدیک تو حالت احرام میں چہرہ کھلے رکھنے کا حکم عام زندگی کا معمول ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے سفر حج انسانی زندگی میں انقلاب کا ذریعہ ہے، ایسی خواتین کے حق میں سفر حج وعمرہ سے زندگی میں تبدیلی واقع ہونا چاہیے، اگر وہ اس سے پہلے چہرے کو کھلا رکھنے کی عادی تھیں تو اب اس سفر سے ہی باپردہ بن کر لوٹنا چاہیے، حج اور عمرے کا اصل مقصد بھی یہی ہے۔

☆☆☆☆☆

کاملین سے محبت

میری ایک نصیحت اپنے دوستوں کو ہمیشہ سے رہتی ہے اور خود بھی اس پر عمل کی ہمیشہ سے کوشش کرتا ہوں کہ دین کے شعبے تو بہت ہیں اور سب پر ہر ایک کو عمل کرنا بہت مشکل ہے۔ محدث ہونا، فقیہ ہونا، مجاہد ہونا، صاحبِ تقویٰ ہونا، صاحبِ ورع ہونا، نوافل کی کثرت کرنا، روزہ کی کثرت کرنا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ان میں سے کاملین کے ساتھ اگر کوئی شخص محبت پیدا کر لے تو: المرء مع من احب (انسان جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا) کے قاعدہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ سارے ہی دین کے اجزاء سے وافر حصہ ملے گا۔

(مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ/ شریعت وطریقت کا تلازم ص 24)

نفوس مُطْمَئِنَّة

صدیق اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(قسط۲) از: محمد احمد ملپا بھٹکلی

نفوس مطمئنۃ کی دوسری قسط میں ہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کریں گے، اسلئے کہ انبیاء کے بعد سب سے افضل صحابہ ہیں، اور صحابہ میں سب سے افضل بالاتفاق اہل السنّت والجماعت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ انبیاء کے بعد صدیقین کا مقام ہے، اور آپ تمام صدیقین کے سردار ہیں۔ اسلئے آپ صدیق اکبر کہلائے۔

زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالکعبہ تھا، بعد اسلام حضورﷺ نے عبد اللہ نام تجویز کیا، صدیق وعتیق دونوں لقب ہیں، ابوبکر کنیت، سب سے زیادہ شہرت کنیت نے حاصل کی، نسباً قریشی ہیں، سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ عبداللہ بن ابوقحافہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لُوی بن غالب۔ چھٹی پشت میں مرہ بن کعب پر حضورﷺ اور آپ کا نسب مل جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا، اور ہر وقت ہر موقع پر حضورﷺ کو تنہا نہیں چھوڑا، غار ثور میں آپ تنہا آپ کے رفیق تھے، حضورﷺ کی حیات مبارکہ میں آپﷺ کے مصلیٰ پر آپﷺ کے حکم سے نماز پڑھائی، حج فرض ہونے کے بعد سب سے پہلے حج کے امیر الحجاج منتخب ہوئے۔ اور آپ ہی کی امارت میں صحابہ نے پہلا حج ادا کیا۔ حضورﷺ کے پہلو میں آپ دفن ہوئے، رسول اللہﷺ کے بعد آپ سب سے پہلے خلیفہ منتخب ہوئے، اور آپ خلیفہ رسول اللہ کہلائے۔

عام شہرت تو یہ ہے کہ تصوف کے تمام سلاسل سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر جا کر ختم ہوتے ہیں، مگر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ تمام سلاسل حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ پر جا کر ملتے ہیں اور اس تحقیق کو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی جگہ پورے زور اور پورے یقین سے بیان کیا ہے۔ (تسلسلات امدادیہ، ص۱۲)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دو سلسلہ چلے۔(۱) حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ.....(۲) حضرت ابوبکرؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رحمہ اللہ، حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ.....

اسی سلسلہ کو بعد میں نقشبندیہ کہتے ہیں، سلسلہ نقشبندیہ کا سلسلہ طریقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے، اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق دیگر سلاسل بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جاملتے ہیں، چونکہ آپ خلیفہ اول تھے، لہذا تماموں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، ان کی وفات کے بعد خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، ان کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئی، لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ سنگم ہیں، اس سے اوپر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تک آپ کا سلسلہ پہنچتا ہے۔

آپ کی وفات ۲۲ر جمادی الثانی ۱۳ر ہجری مطابق ۲۳ر اگست ۶۳۴ عیسوی بعمر ۶۳ مدینہ منورہ میں ہوئی، اپنی دختر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں حضور ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کی سعادت آپ کو حاصل ہوئی۔ رضی اللہ عنہم

تہجد نہ ملنے کے اسباب

امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے کہ پانچ کاموں سے آدمی قیام اللیل سے محروم کیا جاتا ہے، گناہ سے آدمی اجتناب کرے ورنہ اس سے بڑی محرومی ہوتی ہے، مسلمانوں کے لیے اپنے دل کو صاف رکھے، بدعت سے دور رہے، فضول باتوں سے اجتناب کرے، اللہ کی محبت اور قوت ایمان کی دولت کو اپنائے۔ آدمی جب قیام اللیل کرتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے، وہ اس کو حاضر و موجود پاتا ہے اور اس کی وجہ سے آدمی کو طول قیام میں مزہ آتا ہے۔

ملفوظاتِ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نوّر اللہ مرقدہٗ

سچی باتیں۔انسانی جذبات

تحریر: مولانا عبدالماجد دریابادی

آج سے ۲۰۔۲۲ سال قبل جب میری علمی اور قلمی زندگی کی ابتداء تھی، دل طرح طرح کے پُرغرور جذبات سے لبریز تھا، اور اپنے متعلق ایک عجیب حُسن ظن قائم تھا۔ جی چاہتا تھا کہ اپنی کوئی سی بھی تحریر ضائع نہ ہو۔ کٹے پٹے مسودات تک جی میں آتا تھا، کہ محفوظ ہی رہ جائیں، تو اچھا ہے۔ معمولی اور خانگی خطوط تک کی اہمیت دل میں رچی ہوئی تھی۔ اسپنسر کی ''لائف'' لکھی گئی، مل کے خطوط (Letters) کا مجموعہ شائع ہوا۔ اپنی شخصیت بھی اپنی نظر میں ان لوگوں سے کچھ کم نہ تھی۔ ہم بھی بڑے آدمی ہونے میں کیا ان سے کچھ کم ہیں؟ ایک دن ہماری بھی سوانح عمری ایسی ہی مفصل لکھی جائے گی، ہمارے بھی خطوط شائع ہوں گے، ہماری بھی ایک ایک سطر کی قدر ہوگی، عزت ہوگی، قیمت ملے گی، پُرسش ہوگی، پرستش ہوگی! لوگ آنکھوں سے لگائیں گے، سند پکڑیں گے، حوالہ میں پیش کریں گے!..... یہ احمقانہ خیالات دو چار دن نہیں، چند ہفتے نہیں، سالہا سال قائم رہے..... پانی کے بُلبلے میں، دَم کے دَم، خودی کی ہوا بھری، تو سوچنے لگا کہ میں بھی کچھ ہوں، میری بھی ایک مستقل زندگی ہے، میں بھی دریا کی طرح ایک مضبوط وقوی ہستی کا مالک ہوں! برسات کے پتنگے کو یہ سودا سوار ہوا، کہ عمر نوحؑ، حیات خضرؑ، مُلک سلیمانؑ لے کر آیا ہوں!

رفتہ رفتہ آنکھیں کھُلیں، پردے ہٹے، ہوش آیا۔ اپنی کج روی اور کج رائی خود اپنے اوپر روشن ہوکر رہی۔ اپنے بے بساطی اور نااہلی کے جلوے خود اپنی آنکھوں نے دیکھے۔ بے علمی کا علم، اور جہل کا احساس ہوا۔ جن کارناموں پر فخر تھا، اُن حرکتوں پر شرم آئی۔ کل تک جو ہُنر تھے، وہ آج عیب نظر آئے۔ اور رات کی تاریکیوں میں جن اعمال کے چمکانے کی تمنا تھی، دن کی روشنی میں اُنھیں کے

چھپانے اور ڈھانپنے کی کوشش شروع ہوئی! اللہ اللہ! کسی کی شان کریمی اور شیوۂ ربوبیت کے صدقہ جایئے، کہ اُن عیبوں کی کس کس طرح پردہ پوشی کردی گئی! سیکڑوں ہزاروں غلطیوں، غلط کاریوں، کو خلقت کی نظر سے مخفی کردیا گیا، حماقت کی دستاویزوں کو سرے سے گم کردیا گیا، نافہمی اور نااہلی کے اشتہارات کے نقوش لوگوں کے حافظہ سے سنادیئے گئے! آج وہ ساری تقریریں، وہ ساری تحریریں لوٹا کر سامنے لائی جائیں، جو کچھ زبان سے، اور جو کچھ قلم سے نکلا ہے، سب کو دُہرا کر سامنے لایا جائے، تو قلب کو کس درجہ ندامت، اور روح کو کتنی اذیت ہو، لیکن اس کا سامان از خود اُس نے کردیا، جو ہر سامان پر قادر ہے! انسان اپنی والی لاکھ کوشش کرڈالتا، یہ کہیں اُس کے بس کی بات تھی؟ بندہ اس آرزو میں تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا، جب بھی کہیں اس پر قدرت رکھ سکتا تھا؟ یہ قوت اور یہ قدرت تو صرف اُسی میں تھی، جو مجازاً اور استعارۃً نہیں، لفظاً وحقیقۃً بندہ پرور، اور بندہ نواز، اور ادنیٰ سے ادنیٰ بندوں کا کفیل وکارساز ہے!

جس نے دنیا میں اتنی رسوائیوں سے محفوظ رکھا، ایک ایک تفضیح سے بچائے رکھا، کیا آخرت میں اُس کا فضل وکرم ایسی ہی دستگیری نہ فرمائے گا؟ کیا جس نے ربنا لا تحزنا یومَ القیامۃ کی دعا کی تلقین کی ہے، وہ اس دعا کو قبول نہ فرمائے گا؟ دنیا کی رسوائیاں تھی ہی کیا، درحقیقت فضیحت اور رسوائی تو اسی یوم آخرت کی ہے۔ محفوظ وہی ہے، جو اُس روز محفوظ رہا، اور خوش نصیب وہی ہے، جس پر اُس روز کرم ہوا۔ جس خطا کار کی لغزشیں اور خطائیں، حماقتیں اور نادانیاں، جہالتیں اور شرارتیں، آج دس بیس، سو پچاس، ہزار دو ہزار، کی نظروں سے مخفی کردی گئی ہیں، شان رحمت ومغفرت کا تقاضا تو یہ ہے، کہ کل جب نامہ اعمال، کروڑوں اور اربوں، اور ہر گنتی اور شمار سے بڑھ کر ہم جنسوں کے سامنے کھُلے، تو اُس وقت بھی اُن کے نقش معدوم ہوں، اور فرد جرم کی ہر سیاہی پروانۂ عفو کی تابش میں تبدیلی ہوچکی ہو! وما ذلك على الله بعزيز۔

☆☆☆☆☆

اصلاحی مجلس

(14/28 رجب و 17/24 شوال 1445 26 جنوری 9 فروری 26 اپریل و 3 مئی 2024)

(بروز جمعہ بعد نماز عصر بمقام ''السکینہ'' نوائط کالونی، بھٹکل)

(محی السنۃ حضرت مولانا محمد صادق صاحب مدظلہ العالی کی یہ مجلس جمعہ کے دن بعد نماز عصر مولانا کے ہی گھر پر ہوتی ہے، تقریبا آدھے گھنٹہ تک یہ مجلس ہوتی ہے اس میں کوئی کتاب پڑھی جاتی ہے، اس مذکورہ مضمون میں بین القوسین جو عبارت ہے وہ اسی کتاب کی ہے، یہ مجلس مقامی زبان (نوائطی) میں ہوتی ہے)

طاعات کا نقد فائدہ:

فرمایا: کہ طاعات، عبادات اور اعمال صالحہ سے دنیا کا بھی فائدہ ہے، آخرت کا دائمی ثواب تو ہے ہی، دنیا میں بھی ضرور فائدہ ہوتا ہے جیسا کہ برائی کا نقصان دنیا میں بھی ہوتا ہے۔ فرمایا کہ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ ظاہری اسباب اور چیزیں ہوتی ہیں مگر سکون نہیں ہوتا اور ایسا بھی بہت ہوتا ہے کہ چیزیں نہیں ہوتیں مگر سکون رہتا ہے مگر طاعات کا ایک فائدہ یہ ہے بسا اوقات دونوں چیزیں مل جاتی ہیں یعنی ظاہری اسباب اور چیزوں کے ساتھ ظاہری سکون اور باطنی سکون دونوں ملتا ہے، یہ طاعات کی برکت ہے۔

فرمایا کہ نیکی کا اثر اپنی ذات تک محدود نہیں رہتا، اولاد تک بھی سرایت کرتا ہے۔

(فرمایا کہ بعض طاعات مالیہ سے اللہ کا غصہ بجھتا ہے) اور بری حالت پہ موت نہیں آتی یعنی صدقہ اور بالخصوص خفیہ صدقہ۔ فرمایا کہ آدمی خلوص کے بغیر بہت زیادہ مال دیتا ہے تو کچھ فائدہ نہیں اور خلوص کے ساتھ تھوڑا بھی دیتا ہے تو مفید ہے۔

فرمایا دین سے دوری کی وجہ سے ہی ہم سے یعنی مسلمانوں سے حکومتیں گئیں اگر مکمل دین ہوتا تو دنیاوی اعتبار سے ترقی ہوتی اور حکومتیں بھی رہتیں، ہند میں، اسپین میں، ہر جگہ پر۔

حاجت کی نماز:

(بعض طاعات سے حاجت روائی میں مدد ملتی ہے) صلاۃ الحاجۃ معمولی چیز نہیں، بہت بڑی چیز ہے، شرط یقین اور پابندی کی ہے، یقین یہ کہ ہماری ضرورت اللہ کے سوا کوئی پورا نہیں کرسکتا، ہمارے نبی ﷺ نے اللہ تبارک وتعالی سے اپنی ضروریات کو پورا کرانے کا طریقہ بھی بتایا ہے، ہاں! نماز سے پہلے وضو درست ہو، وضو ہی درست نہیں تو نماز کیوں کر درست ہوگی؟ اور نماز نماز ہو، صرف نماز کی شکل نہ ہو، نماز میں توجہ، خشوع خضوع اور استحضار ہو، پھر اس کے بعد توجہ سے دعا ہو۔ فرمایا کہ اپنے شیخ سے اپنے ذاتی حالات سامنے رکھنے پر حضرت شیخ نے فرمایا تھا کہ ''صلاۃ الحاجہ بار بار پڑھو''۔

فرمایا کہ آدمی مایوس نہ ہو، نا امید نہ ہو، اللہ تعالی نے ہمیں بے یار و مددگار نہیں چھوڑا، تنہائی میں اللہ کی طرف رجوع ہوں۔

آیۃ کریمہ کی تاثیر:

فرمایا کہ آیۃ کریمہ کا معمول ہونا چاہیے، مولانا عبدالحی عارفی رحمہ اللہ نے اس کی کم سے کم مقدار روزانہ 101 بار کہا ہے، اصل تعداد اس کی سوا لاکھ ہے، ورنہ بارہ ہزار (12000)، اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو بارہ سو (1200) یا کم سے کم ایک سو ایک (101) بار پڑھے، اس کا خاص وقت تہجد کا وقت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اندھیریوں میں پکارا تھا، اس کے اور بھی معمولات ہیں بعض نے 313 کہا ہے، اسی طرح سجدے میں 40 مرتبہ ہر سجدے میں 40 بار پڑھنے کی بھی بڑی تاثیر ہے۔

عمل بھی ایک سبب ہے:

فرمایا کہ کام بنانے والا اللہ ہے، اس لیے یقین کے ساتھ کرنا چاہیے، اعمال بھی سبب میں سے ہے، اس لیے اس کو بھی اختیار کرنا چاہیے، کام بنانے کی نیت نہ ہو، نیت اللہ کو راضی کرنے کی ہو، کام بھی بن جائے گا، اور اگر کام نہ بنے تو قصور اپنا سمجھے کہ یقین کی کمزوری اور عمل کی کوتاہی تھی۔

فرمایا کہ بظاہر سود سے مال بڑھتا ہے مگر حقیقۃ وہ ختم ہوتا ہے اور زکات سے بظاہر گھٹتا ہے مگر حقیقۃ وہ بڑھتا ہے۔

ایمان اور اخلاق کی فکر:

فرمایا کہ سب سے اہم بچوں کو ایمان، اخلاق اور دین و تربیت سکھانا ہے، اگر وراثت میں ان کے لیے کچھ نہیں چھوڑا تب بھی اللہ ان کی حفاظت کرے گا، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنی اولاد کے لیے کچھ نہیں چھوڑا مگر اللہ نے ان کی حفاظت کی، اور ایسے بہت سے بادشاہ گزرے ہیں جنھوں نے اپنی اولاد کو سب کچھ دیا مگر ان کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے بھی دیکھا گیا۔

فرمایا کہ صحابی کا نام آنے پر جس طرح پڑھنے والا رضی اللہ عنہ کہتا ہے سننے والا بھی کہے، اسی طرح نبی کا نام آنے پر علیہ السلام، آپ ﷺ کا نام آنے پر درود اور اولیاء اللہ کے نام پر رحمہ اللہ کہنا چاہیئے، پڑھنے والے اور سننے والے دونوں کو کہنا چاہیے۔

معاش کا مسئلہ:

فرمایا کہ آج کل سب سے بڑا مسئلہ معاش کا ہو گیا ہے، گویا پیٹ سے بڑھ کر کوئی عضو ہی نہیں، چکی پیٹ کے گرد ہی گھومتی ہے، بڑی سے بڑی تعلیم کا حاصل بھی پیٹ ہے، کہ دنیا میں تنگی نہ ہو، ڈگریوں کا مقصد بھی یہی ہے، تو اس کے لیے بھی ایک آسان نسخہ ہے، وہ یہ کہ مغرب بعد سورہ واقعہ پڑھنے کا معمول ہو اور یقین رکھو کہ کبھی فاقہ نہیں ہوگا۔ یہاں بھی نیت وہی اللہ کو راضی کرنے کی ہو ورنہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بھینس اس لیے خریدتا ہے کہ اس سے گوبر ملے گا تو اس کی نیت کتنی پست ہوگی، مقصد تو دودھ ہونا چاہیے، باقی فوائد اس کو حاصل ہو کر رہیں گے، اسی طرح اعمال میں بھی مقصد اللہ کی رضا ہونی چاہیے، دنیا کا فائدہ تو مل کر رہے گا۔

ہم فطرت سے دور ہو گئے ہیں:

فرمایا کہ آج کل رات بارہ بجے سے شروع ہوتی ہے، پہلے مغرب سے ہی شروع ہوتی تھی بلکہ مغرب سے پہلے ہی تیاری کر کے درود شریف پڑھتے تھے، اس درود پاک کی برکت سے شہر محفوظ تھا، آج کل ہم فطرت سے بھی دور ہو گئے، دیر رات تک جاگتے ہیں دیر رات تک کھاتے ہیں حالانکہ جانور بھی رات میں نہیں کھاتے، پھر رات میں نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے دن میں سوتے ہیں۔

عالم اسلام اور ہم

عبدالمغنی اکرمی ندوی

پھر کفر ہے خندہ زن و دیں گریہ بلب ہے
پھر خطرے کے حالات ہیں اور ملک عرب ہے
اللہ رے اللہ ، غضب ہے رے غضب ہے
لگتا ہے کہ بس آخری دم اب ہے کہ تب ہے
وہ میرا فلسطین وعراق اور حلب ہے

دیکھو تو ذرا کون نہاتا ہے یہ خوں میں
یہ کون پھنسا جاتا ہے باطل کے فسوں میں
ہر دم نظر آتا ہے جو احوال زبوں میں
پروردۂ آزار ومحن ، شکوہ بلب ہے
وہ میرا فلسطین وعراق اور حلب ہے

اگلے ہے زمیں شعلے تو برسائے فلک آگ
فرصت نہیں دیتی ہے کبھی ایک پلک آگ
دکھلا کے ہی دم لیتی ہے ہر آن جھلک آگ
خالی ہے کوئی روز نہ باقی کوئی شب ہے
وہ میرا فلسطین وعراق اور حلب ہے

کہتے ہیں کہ ذلت ہے مسلماں کا مقدر
سنتے ہیں انہی سے ہے فضا ساری مکدر
تعلیم کی قوت ہے نہ اخلاق میسر
بس فکر دراہیم و دنانیر و ذہب ہے
وہ میرا فلسطین وعراق اور حلب ہے

کیا سلسلۂ جور وستم یونہی رہے گا؟
کیا امت توحید پہ غم یونہی رہے گا ؟
کیا کفر کے ہاتھوں میں علم یونہی رہے گا ؟
یارب جو ترا وعدۂ نصرت ہے وہ کب ہے؟
وہ میرا فلسطین وعراق اور حلب ہے

طاقت ہے حکومت ہے لیاقت بھی سوا ہے
سامان تو سچ ہے ہمیں کیا کیا نہ ملا ہے
کمزوری مسلمانوں کی بتلاؤں میں کیا ہے
ایمان وعمل ہی کی کمی اصل سبب ہے
وہ میرا فلسطین وعراق اور حلب ہے

اور حال میرے شہر کے لوگوں کا عجب ہے
تفریح کی باتیں ہیں ، کہیں شغل کلب ہے
رہنے کا سلیقہ ہے نہ جینے کا ادب ہے
ایسا نہ تھا امت کا کبھی حال جواب ہے
وہ میرا فلسطین وعراق اور حلب ہے

بقیہ صفحہ ۱۳

مدرسہ خیر العلوم میں نئے داخلے شروع

آپ حضرات کو بڑی مسرت کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ مدرسہ خیر العلوم بھٹکل کے تمام شعبوں میں یعنی

1) مختصر عالمیت کورس 2) مکتب خیر العلوم 3) درجہ حفظ

میں داخلے شروع ہو چکے ہیں۔

اکابر علماو مصلحین کی سرپرستی میں نئے جوش، نئے عزم، مکتب کے نئے نصاب کے ساتھ

* کالج کے طلبہ کے لیے نیز اپنی تعلیم منقطع کرنے والے طلبہ کے لیے پانچ سالہ مختصر عالمیت کورس۔

* حفظ قرآن کی عظیم دولت سے مالا مال ہونے کے لیے فکر اور اس کا نظم۔

* نونہالوں کے لیے بالکل نیا اور انوکھا اور نیا نظام ونصاب۔

اپنے ماتحتوں اور زیر اثر طلبہ کو ہمارے مدرسے میں داخل کر کے اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر کریں۔

خصوصی اعلان: مدرسہ خیر العلوم میں نو فارغین علماء کے لیے چار ماہی دعوتی وتربیتی کورس مع وظیفہ جاری کیا گیا ہے، خواہشمند علماء اس کے لیے براہ راست ذمہ داران سے ملاقات کریں۔ داخلہ کے لیے مندرجہ ذیل نمبرات پر رابطہ کریں۔

تفصیلات کے لیے رابطہ کریں

9916502047 9880497543

دفتری اوقات صبح 10 تا 12

بمقام: مکتب خیر العلوم بالمقابل مدینہ جمعہ مسجد۔ مدینہ کالونی بھٹکل

مدرسہ خیر العلوم موسی نگر نزد یوسف مسجد بھٹکل

MONTHLY MAGAZINE OF MADRASA KHAIRUL ULOOM, BHATKAL

TARJUMAN-E-KHAIR

VOLUME: 3 ISSUE: 23